دینی عصبیت اور ملی حمیت اور اس سے بڑھ کر سیاسی استعماری اور سامراجی عزائم نے مجبور کر دیا کہ وہ اسلام کے خلاف فیصلہ کن معرکہ کے لئے اپنی تدابیر اور منصوبے منظم کر لیں تو انہوں نے مسلمانوں کے علمی و فکری محاذ پر سب سے اہم حربہ مستشرقین اور استشراق کے نام سے استعمال کیا جس کا اوّلین مقصد یہ ہے کہ اسلام اور رسولؐ اسلام کے بارہ میں ہر اس چیز میں شک، بدظنی اور ریب و تذبذب پیدا کیا جائے جس کی نسبت کسی طرح بھی اسلام کی طرف ہو یا وہ کسی درجہ میں بھی اسلام کی عزت و افتخار میں اضافہ کا ذریعہ ہو۔ خواہ یہ چیز خود حضورؐ کی ذات اور ان کی سیرت تھی یا ان کی تعلیمات احادیث آثار و اخبار اور مسلمانوں کے عملی اور اعتقادی نظام کے لئے سرچشمہ قانون و آئین تھا۔ خواہ وہ قرآن تھا یا حدیث رسول اس مقصد کے لئے حضورؐ کی آئینی اور تشریعی حیثیت کو مجروح کرنا چاہا سنت کے راویوں کی وہ مقدس جماعت جو طبقۂ صحابہؓ میں کیوں شامل نہ تھی انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ راویوں پر نکتہ چینی ہوئی حدیث کے اوّلین مدوّنین کے کردار کو مشتبہ کیا گیا۔ چنانچہ مستشرقین کے سب سے بڑے گرو گولڈزیہر نے مستقل طور پر ابوھریرہؓ کی ذات اور حدیث کے مدون اوّل امام زہریؒ کی شخصیت کو داغدار بنانے کی سعی نامشکور کی، اسلام کے قابلِ فخر مشاہیر کے خلاف پروپیگنڈہ کا طوفان مستشرقین ہی نے اٹھایا، ایک پاکیزہ مثالی معاشرہ کی ایک بھیانک تصویر کھینچی۔

الغرض اسلام اور مسلمانوں سے جس چیز کو بھی کچھ نسبت تھی اسے مشق تحقیق بنا کر داغدار اور معیوب کرنا چاہا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلام کے بنیادی مصدر و مآخذ قانون و شریعت سنت اور حدیث کی تشریعی اور آئینی حیثیت کو خاص طور سے نشانہ بنایا۔ اسلام کے خلاف دسیسہ کاریوں اور اسلامی تحقیق کے پردے میں دجل و تلبیس کے اس میدان میں دشمنانِ اسلام کے ہاں۔ گولڈزیہر، مارگولتھ، شاخت اور اس جیسے کئی آئمہ ضلال والحاد کے نام سنہری حروف میں لکھے گئے ہیں۔

منکرین حدیث کی ترجمانی کرنے والوں نے مستشرقین اور اعداء اسلام کے طویل المیعاد منظم علمی منصوبوں اور اس کے محرکات اور آراء و افکار کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح ان پر عیاں ہو جاتی کہ مرزائیت کی طرح فتنۂ انکار حدیث بھی سامراجی منصوبوں اور صیہونی سازشوں ہی کا ایک حصہ ہے۔ اگر وہ اپنے ہاں متجددین، روشن خیال نام نہاد ترقی پسند اور منکرین حدیث کے افکار و نظریات کے سرچشموں کا صحیح کھوج لگاتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ یہ لوگ اسلام کے خلاف وہی قے چاٹ چاٹ کر بھونکتے ہیں، جو سامراجی اور استشراقی کتے علمی تحقیق اور مشرق دوستی کے لبادہ میں

پچھلی ڈیڑھ دو صدیوں سے اگل رہے ہیں۔ یہ اپنے طور پہ کچھ بھی نئی بات نہیں کرتے، یہ تو وہ سارنگی اور طنبورے ہیں جس کی ہر شر کسی غیر کے ہاتھوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے۔

انکارِ حدیث اور انکارِ ختمِ نبوّت میں باہمی مماثلت

حقیقت یہ ہے کہ انکارِ ختمِ نبوت ہو یا انکارِ حدیث دونوں یکساں طور پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منصب و مقامِ نبوت اور ان کے لائے ہوئے دین و شریعت کے خلاف ایسی کھلی بغاوت ہیں کہ دونوں میں کسی طرح امتیاز کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ دونوں کے درمیان وجوہِ مماثلت پر ذرا بھی غور کیجئے تو دونوں غلام احمد (پرویز اور مرزائے قادیان) ایک دوسرے کے ظل اور بروز معلوم ہوں گے۔

وعدۂ وصل بجد لیست میان من و تو — کہ رقیب آمد و پرسید نشان من و تو

اور تناسخ والوں کی زبان میں ایسا معلوم ہوگا کہ قادیانی دجال کی بد بودار روح پنجاب کی ویرانوں میں بھٹکتی ہوئی اپنے ہی ایک ہم نام و ہم وطن غلام احمد پرویز کے غلیظ قالب میں دوبارہ نمودار ہو گئی — آئیے ذرا دونوں کے درمیان ان وجوہِ مشابہت کا کچھ جائزہ لیں۔

۱۔ مرزا غلام احمد نے حضور اکرمؐ کی نبوت اور اسکی تشریعی حیثیت کا زبانی اعتراف کرتے ہوئے بھی اپنے لئے تشریعی حیثیت کا دروازہ کھول دیا تو :

غلام احمد پرویز نے حضورؐ کی تشریعی اور آئینی منصب پر تو ہاتھ صاف کر دیا مگر "مرکزِ ملت" اور مرکزی حکومت کی اطاعت کے نام سے ہر اچھی بری حکومت کو تشریع کا حق دیدیا۔ اور یہ کہہ "اللہ اور رسول کی اطاعت، تابعداری اتباع، اقتداء اور تاسی۔ یہ تمام چیزیں رسول کی نہیں مرکزِ ملت کی اطاعت کا مطالبہ کرتی ہیں۔ اولوالامر سے افسرانِ بالا مراد ہیں۔

۲۔ غلام احمد قادیانی نے ختمِ نبوت کو خود ساختہ عجیب و غریب معانی پہنائے اور ظلی اور بروزی گورکھ دھندوں میں ایک قطعی واضح اور بدیہی حقیقت کو عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث کی طرح ایک معمہ بنا دیا۔ غلام احمد پرویز نے رسالتِ محمدیہ ماننے کا تو دعوٰی کیا، مگر حیثیت خاکش بدہن صرف ایک ڈاکیہ کی تسلیم کی اور ختمِ نبوت کا صاف الفاظ میں یہ مطلب لیا کہ اب انسانوں کو اپنے فیصلے آپ ہی کرنے ہوں گے۔ اور یہ کہ ختمِ نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے

ہاتھوں نہیں تصورات اور اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھوں میں ہوا کرے گی ـــــ دیکھئے سلیم کے نام پرویز کا خط ۱۵ ص ۲۵۰ (گویا یہ تصورات اشتراکی اور لادینی کیوں نہ ہوں۔ اور نظام کارل مارکس اور لینن کا کیوں نہ ہو سب کچھ ختم نبوت کے کھاتے میں جائے گا۔)

۳۔ غلام احمد مرزا اور اس کے ساتھیوں نے اپنی جھوٹی نبوت کے اثبات کیلئے خود قرآن اور حضور کی ذات کا سہارا لیا تو :

غلام احمد پرویز اور دیگر منکرین حدیث نے کتاب اللہ اور قرآن کی آڑ لیکر قرآن اور سنت اور خدا اور رسول کا باہمی تعلق کاٹنے کی سعی کی اور قرآن ہی کو اس سلسلہ میں اپنا حربہ بنایا

۴۔ غلام احمد متنبی نے نئی نبوت کا فتنہ کھڑا کر کے مسلمانوں کی ایک قطعی اجماعی عقیدہ میں رخنہ اندازی کی اور اسے ملت کا شیرازہ اتحاد بکھیرنے کا ذریعہ بنایا تو :

غلام احمد پرویز نے سنت کی آئینی حیثیت سے انکار کر کے ایک ایسے متفقہ صریح اجماعی مسئلہ میں دخل اندازی کرنا چاہی جو ختم نبوت کی طرح عہد صحابہ سے لیکر آج تک پوری امت کے ہاں طے شدہ مسلمات میں سے تھا۔

۵۔ غلام احمد قادیانی اور اس کا ٹولہ اپنے نبی کے لئے راستہ صاف کرنے کی خاطر انبیاء کی عیب جوئی اور طعن و شتم سے نہ چوکا ــــ یہاں تک کہ رسول عربی کی ذات میں نقص نکالنے سے بھی گریز نہ ہوا تو غلام احمد پرویز اور اس کے ہمنوا آپ نے نظام اجتماعی اور مرکز ملت کا راستہ نکالنے کی خاطر سنت رسول میں عیب چینی کرتے پھرتے ہیں۔

۶۔ غلام احمد قادیانی نے نئے امر و نہی پر مبنی شریعت کا علم اٹھایا اور پچھلے سارے دین پر خط نسخ کھینچنا چاہا، یا خود اس میں ہر طرح تبدیلی کا مجاز ٹھہرایا تو :

غلام احمد پرویز نے کہا کہ قرآن کے تمام احکام وراثت فرضیت دین صدقات، زکوٰۃ وغیرہ سب عبوری دور سے متعلق ہیں۔ (نظام ربوبیت از پرویز ص ۲۵ ص ۱۶۷ وغیرہ) اور یہ کہ ـــ مرکز ملت کو اختیار ہے کہ وہ عبادات، نماز روزہ معاملات اخلاق غرض جس چیز میں چاہے رد و بدل کر دے۔ (مقام حدیث ج ۱ ص ۳۹۱ ص ۲۹۲، ۲۹۳) جبکہ عبادات پر اتنی ڈھٹائی سے ان کے پیش رو مرزا نے بھی تو چھرا نہیں چلایا تھا۔

۷۔ متنبی کذاب مرزا قادیانی نے شریعت کی تمام اصطلاحات کو تحریف کا نشانہ بنایا، تو غلام احمد پرویز نے امت کے متفقہ و مسلمہ مصطلحات شریعت کا مذاق اڑاتے ہوئے اسے

من گھڑت مفہوم و مطالب پہنانے اور ان کے ہاں آخرت سے مراد مستقبل (سلیم کے نام ج ۲ ص ۱۲۸) جنت و دوزخ مقامات نہیں۔ انسانی کیفیات (لغات القرآن از پرویز ج ۱ ص ۴۴۹) فرشتے نفسانی محرکات ہیں اور ایمان بالملائکہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ قوتیں انسان کے آگے جھکی رہنی چاہئیں ——
(ابلیس و آدم از پرویز ص ۱۹۵ لغات القرآن ج ۱ ص ۲۴۴)

جبرئیل انکشاف حقیقت کی روشنی کو کہتے ہیں۔ (ابلیس و آدم ص ۲۸۳) آدم کسی وجود شخصی کا نہیں بنی نوع انسانی کا نام ہے۔ اور یہ کہ انسانی پیدائش ڈارون کے نظریۂ ارتقار کے مطابق ہوئی ہے (لغات ج ۱ ص ۲۱۴) نماز سے مراد نظام ربوبیت ہے (نظام ربوبیت ص ۸۰) زکوٰۃ صدقات واجبہ کا مطلب ٹیکس ہے۔ (قرآنی فیصلے ص ۳۷ ص ۱۲) ثواب اور وزن اعمال کا عقیدہ ایک افسون ہے۔ (قرآنی فیصلے ص ۶۷)

تقدیر کا عقیدہ مجوسیوں کا داخل کیا ہوا ہے۔ (ص ۱۹۰) صدقۂ فطر ڈاک کے ٹکٹ جیسے بین الملی کانفرنس قربانی صرف اس کانفرنس کے لئے راشن مہیا کرنے کا انتظام ہے تلاوت قرآن جادو منتر کے دور کی نشانی ہے۔ (دیکھئے لغات القرآن رسالہ قربانی، قرآنی فیصلے وغیرہ)

۸۔ غلام احمد قادیانی نے اپنے متبعین کے علاوہ سارے مسلمانوں کی تکفیر کی۔

غلام احمد پرویز نے کہا کہ اس وقت دین کے ہر گوشے میں تحریف ہو چکی ہے۔ (قرآنی فیصلے ص ۲۶) اور اب قرآن کی رو سے سارے مسلمان کافر ہو چکے ہیں۔ (سلیم کے نام خطوط ج ۳ ص ۱۹۷ تا ص ۱۹۹) موجودہ مسلمان تو بس سماجی مسلمان ہیں۔ (سلیم کے نام خط ج ۲ ص ۱۵ ص ۱۵)

۹۔ غلام احمد قادیانی کی نئی شریعت میں حلال بھی ہے، حرام بھی یعنی یہ حق اُسے حاصل ہے کہ جسے چاہے حلال کہدے جسے حرام۔ غلام احمد پرویز کی نگاہ میں حلال و حرام کی جو طولانی فہرستیں ہیں وہ سب انسانوں کے خود ساختہ ہیں۔ اور پرویزی شریعت میں صرف چار چیزیں حرام ہیں۔ (طلوع اسلام مئی ۵۲ ص ۱۹)

۱۰۔ غلام احمد قادیانی کی وحی اور الہام —— "میں ولد میں" قسم کے ہذیانات سے بھرپور ہے۔ تو غلام احمد پرویز کے تفسیری نکات میں آپکے ویسٹلونک عن المحیض۔ کا مطلب سرمایہ دارانہ معاشی نظام جیسے قرآن دانی کے شاہکار ملیں گے۔ تلك عشرة كاملة۔

اس وقت ہم صفحات کی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ان چند مثالوں سے دونوں کی باہمی مماثلت ومشابہت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین حدیث کی وکالت کرنے والوں بالخصوص شورش صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یہ کیسا جذبۂ ناموس رسالت اور حمیت دینی ہے۔ اور ایسا کیوں ہے کہ ایک غلام احمد

کے بارہ میں تو آپ کی رائے بالکل صحیح رخ اختیار کرتی ہے۔ مگر دوسرے میں آپ کو حسینؓ کی مظلومیت اور فضلائے امت کی عبقریت نظر آنے لگتی ہے۔

جہاں تک کسی حدیث کا بظاہر قرآن سے مخالفت یا ائمہ حدیث امام بخاری و مسلم وغیرہ کا لاکھوں احادیث سے چند ہزار کا انتخاب اور اس جیسی دیگر باتوں کا تعلق ہے تو نہ صرف یہ بلکہ حدیث کی جمع تدوین کتابت وغیرہ اور اس سے متعلقہ تمام مباحث اس حد تک علماء امت کے ذریعہ منقح ہو چکے ہیں۔ کہ اس پر اب مزید اضافہ ممکن نہیں علم و تحقیق کی یہ باتیں شورش صاحب نہ ہی چھیڑیں تو بہتر ہے۔ اور اگر خواہ مخواہ شوقِ سخن ہے۔ تو علماء ان سب کا نہایت بسط و تفصیل سے صدیوں قبل فیصلہ کر چکے ہیں۔ ایک نظر اس پر ڈال کر اس بحث میں اتریں اسلامی لٹریچر میں اب حجیت حدیث ایک مستقل علم بن چکا ہے۔ اور ہندی نژاد پرویز تو کیا یورپ کے مستشرقین تک کے چھکے چھڑا دیئے گئے ہیں۔

اصولی طور پر شورش صاحب پرویز کا نبی کریم کے مقام و منصب اور تشریعی حیثیت کے بارہ میں بے لاگ لگی لپٹی کہے بغیر خیالات معلوم کرلیں اس کے بعد معاملہ صاف ہو جائے گا۔

قرآن تو واضح اور غیر مبہم الفاظ میں باربار رسول کی ان تمام حیثیتوں کو متعین کرا رہا ہے۔ یہاں ہم اشارات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ● رسول بحیثیت معلم و مربی۔ (بقرہ آیت ۱۲۹ — ۱۵۱ آل عمران ۱۶۴ وغیرہ) ● رسول کتاب اللہ کا شارح ہے۔ وہ قرآن کی تبیین پر مامور ہے۔ (نحل آیت ۴۴) ● رسول پوری امت کے لئے پیشوا مقتدا، نمونہ، اسوہ اور واجب الاتباع ہیں۔ (آل عمران آیت ۳۱، ۳۴) ● رسول خدا کی طرح شارع (LEGISLATOR) ہیں۔ (اعراف آیت ۱۵۷، حشر آیت ۷) ● رسول قاضی اور فیصلہ کن اتھارٹی ہیں۔ (النساء ۱۰۵ الشوریٰ ۱۵۔ النور ۵۱ النساء ۶۵) ● رسول اکرمؐ نبی ہی کی حیثیت سے اللہ کے مقرر شدہ حاکم اور فرمانروا ہیں۔ (النساء ۶۴، ۵۹۔ ۸۰ الفتح ۱۰ محمد ۳۰)

الغرض سنت اور صاحب سنتؐ کے بارہ میں پرویز صاحب کا اصولی موقف کیا ہے جس کے ماخذ و مصدر قانون ہونے پر امت کا اجماع ہو چکا ہے اور جس کی اتباع و اطاعت ایمان کی اولین شرط رہا ہے۔

اس بارہ میں امت کے واضح اور اجماعی طرز عمل قرآن کریم کی صریح ہدایات نبی کریمؐ کے کھلے ارشادات کے ہوتے ہوئے کسی منکر حدیث کے بارہ میں شورش صاحب کس منصب کے زعم میں یہ حق رکھتے ہیں کہ ہر مکتب فکر کے اجماعی فتویٰ کو واپس لینے کا مشورہ دے سکیں جبکہ یہ حق امت کے کسی بڑے سے بڑے عالم اور رہنما کو بھی حاصل نہیں تو پھر کیا شورش صاحب اخلاص و خیر خواہی پر مبنی ان معروضات پر غور کرتے ہوئے اپنے نئے ناخوشگوار موقف پر نظر ثانی فرما دیں گے۔ خدا کرے وہ اپنی جذباتی طبیعت پر مبنی اس موقف سے جلد ہی رجوع فرمالیں۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق
۷/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ